بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سلسلہ دعوت نمبر 3

لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ

اس کو غیر اللہ سے پاک ذہنوں کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا

اسلامی معاشرت

رکیئے۔۔۔ ذرا سوچیئے۔۔۔

وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۴۴﴾

اور جو اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کریں۔ پس یقیناً وہی اللہ کا انکار کرنے والے ہیں۔ 5/44

☆بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّ حۡمٰنِ الرَّ حِیۡمِ☆

Socialogy is the study of social action (Max Weber)

میکس ویبر کہتا ہے کہ عمرانیات معاشرتی عمل کے مطالعہ کا نام ہے۔

Socialgy is the science of society (Summner)

سمنر کہتا ہے کہ عمرانیات معاشرے کی ایک سائنس ہے۔

مذکورہ عمرانیات کے ماہرین کی رو سے معاشرتی عمل کے مطالعہ کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ان کے نزدیک معاشرتی عمل ایک ایسی ان مٹ حقیقت اور سچّائی ہے جو انسان کی اپنی معاشرتی زندگی کی پیداوار ہے اور بہت سی برائیاں اور اچھائیاں اسی معاشرتی زندگی کی مرہونِ منت ہیں۔معاشرتی عمل کے لئے لوگوں کے ایک گروہ کی ضرورت ہے۔اس میں سالمیت اور ہم آہنگی ضروری ہے۔ان کی منزل ایک ہے اور ان کی کوشش مشترکہ ہوتی ہے۔ماہرِ عمرانیات الیکس انکلس کا قول ہے۔تعمیر وتخریب ،نظم اور بدنظمی کے مطالعہ کو عمرانیات کہتے ہیں

Socialogy is the Order and Disorder. (Alex Inkles)

مذکورہ ماہرینِ عمرانیات کی بحث سے ہم انسانوں کی تقسیم معاشرتی حوالے سے دو گروہوں میں کر سکتے ہیں۔

نمبر ا۔ نظم، تعمیر، ترتیب اور با اصول اندازِ زندگی والا معاشرہ۔

نمبر۲۔ بدنظمی، تخریب، توڑ پھوڑ اور بے اصول اندازِ زندگی والا معاشرہ۔

ہر انسان معاشرہ میں ان دو قسم کے اعمال میں سے کسی ایک کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔لہٰذا بوگارڈس **(Bogardus)** گروہ بندی کے بارے لکھتا ہے۔دو یا دو سے زیادہ افراد جن کی توجہ مشترک ہو۔جو اسی وجہ سے ایک دوسرے کو متاثر کرتے ہوں۔ ہمدردیاں مشترک اور یکساں حال میں شرکت کرتے ہوں۔ ایف ای میرل **(F.E.Merril)** لکھتا ہے۔دو یا دوسے زیادہ افراد جن کے درمیان ایک طویل عرصہ تک باہمی تعلق قائم رہتا ہے اور جو مشترکہ مقصد کے لئے کام کرتے ہوں۔ ماہرینِ عمرانیات کی مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشرتی گروہ کے مندرجہ ذیل لوازمات ہوتے ہیں

(ا) دو یا دو زیادہ افراد (۲) ان میں باہمی تفاعل (۳) غرض و مقصد مشترک

یہ بات طے شدہ ہے کہ اغراض و مقاصد کے لحاظ سے اس دنیا میں جتنے اختلاف ہوں گے اتنے ہی گروہ بن جائیں گے۔

یہ گروہ فساد کا موجب ہوں گے۔ ہر معاشرتی گروہ اپنے اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لئے دوسرے گروہ کا قتل جائز قرار دے گا۔قرآنِ کریم جو کہ تمام انسانوں کیلئے سرچشمہ ہدایت ہے وہ حقیقی طور پر انسانوں کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ ارشادِ ربّانی ملاحظہ فرمائیے۔ کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً قف فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ص وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ط وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ م بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا م بَيْنَهُمْ ج فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ط وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞ سب انسانوں کا ایک دین ہے (ایک جماعت،امام)۔(21/92) پس اللہ نے تمام نبیوں کو اِس دین کا مبشر و منذر بنا کر بھیجا اور اُن کے ساتھ کتابِ واحد حق کے ساتھ اُتاری تا کہ وہ فیصلہ کردے لوگوں کے درمیان جس میں وہ اختلاف کرتے تھے اِس میں ان لوگوں نے ہی اختلاف کیا جن کو یہ کتاب دی گئی تھی آپس میں ضد کی وجہ سے اِس کے بعد کہ اِن کے پاس واضح حکم آچکا تھا۔ پس اللہ نے ماننے والوں کو ھدایت دی اس لیے کہ انہوں نے اُس کے حکم کے مطابق حق سے اختلاف نہیں کیا۔ یقیناً اللہ تو اُسے ہی ہدایت دیتا ہے جو صراطِ مستقیم کی طرف آنا چاہتا ہو۔ 2/213

کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّ احِدَةً : کان فعلِ ناقص ہے اپنی خبر کو نصب دیتا ہے۔امّةً وّاحدةً مرکب توصیفی ہے اور النّاس کی خبر ہے۔امّ'' ہر اس شے کو کہتے ہیں جو کسی دوسری شے کے وجود یا اصلاح وتربیت کا سبب بنے۔کسی شے کی ابتدا کرنے والا ہو۔الامّة ہر وہ جماعت ہے جس میں دینی وحدت، رشتہ داری اور تعلق داری ہو۔ اس کی جمع اُمَم'' ہے۔ اَلنّاس کو اللہ نے اُمَّةً وَّ احِدَةً قرار دیا ہے۔اس آیت سے تفرقہ اور فرقہ بندی باطل ثابت ہوتی ہے۔انسانوں کو گروہ بندی میں تقسیم کرنے میں دین اور امام یعنی لیڈر کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔لہٰذا اُمَّة'' کے بنیادی معنوں میں دین اور امام دونوں مفہوم پائے جاتے ہیں۔اس لحاظ سے بھی اللہ کا بیان حتمی ہے۔کہ سب انسانوں کا دین اور امام ایک ہی ہے اور وہ وحی شدہ الکتاب ہے۔جو انبیاء کے ساتھ نازل ہوئی ہے۔جس کے ذریعے انسانوں کے اختلاف کو ختم کیا جائے گا۔تمام انسانوں کو ایک ہی جماعت بنانے کے لئے اللہ نے انبیاء کا سلسلہ شروع کیا تھا۔اور اب بھی انبیاء کی سنت یہی ہے کہ ما انزل اللہ کے ذریعے تمام انسانوں کو ایک جماعت بنانے کی کوشش کی جائے۔اور یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ آفاقی تعلیم ہی سے ممکن ہوسکتا ہے۔انسانوں کے ہاتھوں کے لکھے ہوئے خود ساختہ مجموعے انسانوں کو لسانی، علاقائی، مذہبی اور سیاسی گروہ بندیوں میں تو تقسیم کر سکتے ہیں۔اس سے عالمی بھائی چارہ ممکن نہیں ہے۔صرف اور صرف اللہ کی نازل شدہ کتاب ہی انسانوں کو ایک خاندان اور ایک جماعت بنا سکتی ہے۔

مذکورہ آیت انسانوں کو ایک کنبہ اور خاندان بننے کی دعوت دیتی ہے۔جب تک سارے انسان ایک پیغام ایک نصب العین پر متفق نہیں ہو جاتے عالمی بھائی چارے اور امن کے خواب کو شرمندہ تعبیر نہیں کر سکتے۔لہٰذا قرآن پر ایمان لائے بغیر نظم و ضبط، تعمیر وترتیب اور با اصول زندگی گزارنے والا معاشرہ معرضِ وجود میں نہیں آ سکتا۔ امن جس کی دیرینہ خواہش انسان کے خوابوں کی تعبیر ہے آیات الرحمٰن کے بغیر ادھوری ہے۔یہ بہت بڑا مسئلہ ہے کہ سارے انسان ایک خاندان میں کیسے

منتقل ہو جائیں۔ یہ آسان ہے جب نظریہ حیات، طرزِ زندگی اور رسم رواج میں ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی اور مسلمان وغیرہ اپنی اپنی گروہ بندیاں چھوڑ دیں اور اللہ کی نازل کردہ یونیورسل اقدار اختیار کرلیں جو لاریب اور حق پر مبنی ہیں تو سارے انسان ایک خاندان بن سکتے ہیں۔قرآن کتابِ مبین ہے کہ وہ اس مسئلے کا مکمل حل جانتی ہے اور بتاتی ہے کہ انسان آپس میں ایک خاندان اور اخوت کے رشتے میں کیسے جڑ سکتے ہیں۔ ہر ذی شعور اور صاحبِ عقل پر یہ چیز واضح ہے کہ غرض و غائت اور مقاصد کے اختلافات دو انسانوں کے درمیان سوائے فساد کے اور کوئی شے پیدا نہیں کرتے۔ لہٰذا حقیقتِ حال یہ ہے کہ غرض و غائت اور مقاصد کے اختلافات کو ختم کر کے انسانوں کو حقیقتِ ثابتہ اور حقیقتِ واحدہ پر متحد ہونا ہے جو قرآن ہے۔اس حقیقت سے انکار نہیں کہ اللہ کا نازل کردہ فعل (Work of allah) کائنات ہے جس پر سائنس کی تھیوریاں ٹیسٹ ہوتیں ہیں۔اور دوسرا اللہ کا نازل کردہ کلمہ (Word of allah) قرآن ہے۔ اللہ کی حاکمیت کائنات میں وہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ اس کو ماننے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ کیونکہ مشاہدے سے یہ چیز ثابت ہوتی ہے کہ کوئی شے خود بخود نہیں بنتی بلکہ اُسے کوئی بنانے والا ہوتا ہے۔لہٰذا کائنات کا خالق اللہ ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ کائنات میں اللہ کی حکمرانی لاریب ہے۔ جب تک سارے انسان اس لاریب ثابت شدہ حقیقت کو تسلیم نہیں کر لیتے اُنہیں کوئی بھی مرکزی نقطہ متحد اور یکجا کرنے کیلئے کارگر ثابت نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ سینکڑوں بار قرآن میں تصریفِ آیات سے انسان کی توجہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کی طرف پھیرتا ہے۔اور انبیاء کی دعوت کا آغاز بھی اسی کلمہ سے ہوتا ہے۔انسان پھر بھی کائنات میں اللہ کی حکمرانی کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں۔ خارجی کائنات پر نظر ڈالو تو اللہ کے نظام میں کیسی ترتیب اور تنظیم ہے۔ اللہ کی حکمرانی نظر آئے گی کہ کائنات اُس مالک کے لگے بندھے قوانین سے ذرا بھی سرتابی نہیں کرتی۔کبھی کسی نے دیکھا ہے کہ آم بویا ہوا اور اُسے انار لگ گئے ہوں۔کبھی خارجی کائنات میں سورج مغرب سے طلوع ہوا ہو۔

خارجی کائنات اللہ کے حکموں کے سامنے اس لئے سرِ تسلیم خم ہے کہ تمہاری زندگی میں فساد پیدا نہ ہو۔اگر پانی اللہ کے حکم کے مطابق ڈھلوان کی طرف نہ بہے بلکہ اللہ اُسے بھی اختیار اور ارادہ دے دے کہ جب وہ چاہے بلندی کی طرف بھی چلنا شروع کردے تو بتاؤ انسان اپنی بستیوں کو کس قانون کے تحت پانی سے بچا سکتے ہیں۔ پانی کا ڈھلوان کی طرف بہنا اللہ کا حکم ہے۔ وہ اس لگے بندھے قانون کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا۔کائنات کا نظام ایک قانون کے تابع رواں دواں ہے۔ کائناتی کارخانہ انسان کی نشو و نما کیلئے بھر پور جدو جہد کی عملی شکل ہے۔ زمین میں جب انسان ایک بیج بوتا ہے تو کائناتی قوتیں قوانین کے مطابق اُس بیج کی نشو و نما کے لئے متحرک ہو جاتیں ہیں۔کائنات ایک لگے بندھے قوانین کے مطابق ربط و ضبط کا ایک فطری معاشرہ ہے۔جس کو قوانین کی خلاف ورزی کرنے کا ارادہ اور اختیار نہیں اور وہ خود بخود کسی کی نشو و نما روکنے کیلئے متحرک نہیں۔قرآن میں ہے۔وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ" فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۝ یقیناً ہم نے سمٰوات وارض اور جوان کے درمیان ہے حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ یقیناً قیامت آنے والی ہے۔پس قرآن کے منکروں سے اچھے انداز سے الگ ہوجا (73/10,2/109) 15/85۔

بالحق تخلیق کا مطلب ہے کہ کائنات حق ہے اللہ کی نازل کردہ ہے اور کائنات کی ہر شے حق کی معاون و مددگار ہے گویا کہ کائنات کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے اعمال کا نتیجہ درست پیدا ہو۔اس حقیقت کو جان لینے کے بعد کہ کائنات اللہ کے قوانین سے ہم آہنگ ایک ایسا معاشرہ ہے کہ جو لوگ بھی اللہ کے قوانین سے ہم آہنگ ہونگے کائنات اُن کا ساتھ دے گی ۔یہی وجہ ہے کہ کائنات ساری اللہ کی فرماں بردار ہے۔انسان کو بھی فرماں بردار بن کر کائناتی معاشرے کا حصہ بننا چاہیے۔لہٰذا حکم ہوتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً۪ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ ’’ مُّبِیْنٌ ‘‘ ۞ اے ایمان والو! تم مکمل طور پر مذکورہ معاہدہ عبد میں داخل ہو جاؤ اور الشیطان کی تحریروں کی اتّباع نہ کرو یقیناً وہ تو تمہارے لیے (اس معاہدہ کی وجہ سے) واضح دُشمن ہے۔ 2/208

قرآن کا مذکورہ حکم اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے کہ تمہارا کوئی کام قرآنی حدود سے باہر نہ ہو۔ کیونکہ غیراللہ کی حاکمیت کا تصور اسلامی معاشرے کیلئے زہرِ قاتل ہے۔معاشرے کو طاغوتی معاشرہ بنا دے گا۔آفاقی حقیقت جسے تسلیم کیا جا چکا ہے جس کا تذکرہ ہم آغاز میں کر چکے ہیں کہ غرض و غایت اور مقاصد کے اشتراک کی بنیاد پر معاشرتی گروہ معرضِ وجود میں آتا ہے۔ پھر ضروری ہے کہ معاشرے کو اُمتِ واحدہ میں تبدیل کرنے کیلئے علاقائی ،لسانی اور قومی تعصب وغیرہ سے بالاتر ہو کر سوچا جائے اور انسان کو اغراض و مقاصد کے لحاظ سے ایک نقطہ پر جمع کیا جائے تاکہ انسان اُمتِ واحدہ میں داخل ہو۔قرآن کی اتباع سے انسان گروہ بندی سے نجات حاصل کر کے اُمتِ واحدہ بن سکتا ہے ۔نزولِ قرآن اور انبیاء کی بعثت کا مقصد ہی انسانوں کو تفرقہ سے نکال کر اُمتِ واحدہ بنانا تھا۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اے لوگو! اپنے رب کی غلامی اختیار کرو جس نے تم کو اور جو تم سے پہلے تھے سب کو پیدا کیا۔تاکہ تم نافرمانی سے بچ جاؤ۔ 2/21 اللہ کی غلامی اختیار کرو اور اللہ کے سوا کوئی حاکم تسلیم نہ کرو۔اسی بنیاد پر سب انسان اُمتِ واحدہ بن سکتے ہیں پھر مشرق و مغرب کی کوئی دیوار انسانوں میں تفریق پیدا نہیں کر سکے گی۔سارے انسانوں کا حاکم صرف اللہ ہوگا جو اُس کی بات مانے گا وہی مومن ہوگا ۔ لَا تَفَرَّقُوْا 3/103 کے حکم کی وجہ سے ان مومنوں میں کوئی تفرقہ نہیں ہوگا۔

سورۃ البقرۃ آیت نمبر 221 وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى یُؤْمِنَّ ؕ وَ لَاَمَةٌ ’’ مُّؤْمِنَةٌ ‘‘ خَیْرٌ ’’ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَتّٰى یُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ ’’مُّؤْمِنٌ ’’خَیْرٌ ’’مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ یَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَ یُبَیِّنُ اٰیٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ اور تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ مومن نہ ہو جائیں اور یقیناً ایک لونڈی مومنہ بہتر ہے مشرکہ سے اگر چہ وہ تمہاری پسند ہو اور تم مشرکوں سے اپنی عورتوں کے نکاح نہ کرانا جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں اور یقیناً ایک غلام مومن بہتر ہے مشرک سے اگر چہ وہ تمہاری پسند ہو۔یہی لوگ ہیں جو آگ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ جنّت کی طرف اور مغفرت کی طرف دعوت دیتا ہے اور وہ اپنی آیات کی وضاحت کرتا ہے لوگوں کی راہنمائی کے لیے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ 2/221

معاشرے کی بنیادی اکائی مرد اور عورت کے لئے نکاح کی بنیادی شرط ہے کہ وہ قرآن پر ایمان لانے والے ہوں۔مشرک نہ ہوں۔مشرک کا مطلب ہی اُمتِ واحدہ میں تفرقہ ڈالنے والا ۔اللہ کی نازل کردہ تعلیم کا بائیکاٹ کر کے اپنا ذاتی عقلی ظن منوانے والا۔اللہ کی وحی کے مقابلے میں غیر اللہ کی کتابوں کی اتباع کرنے والا۔مومنوں کے لئے قرآن کی طرف سے یہ پابندی عائد ہے کہ وہ مشرکوں کو مومن یعنی اللہ کی ایک نازل کردہ کتاب منوائے بغیر اُن سے نکاح نہ کریں۔مرد اور عورت معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ان کے ملاپ سے نئی نسل معرضِ وجود میں آتی ہے۔پھر یہی سلسلہ پھیلتے پھیلتے آخر کار ایک وسیع معاشرہ کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔جسے مملکت کا نام دیا جاتا ہے۔مملکت خاندانوں اور دیہات کی اس تنظیم کا نام ہے جس کا مقصد مکمل اور خود کفیل زندگی بسر کرنا ہے۔لیکن صرف مادی ضروریات میں خود کفالت کی بنیاد پر کسی معاشرہ کو اسلامی معاشرہ نہیں کہا جا سکتا جب تک اللہ کا نازل کردہ حکم مکمل طور پر نافذ نہ ہو۔قرآنی تعلیم کے مطابق دنیا میں دو معاشرے ہیں ۔اللہ کی آیات ماننے والے اور اللہ کی آیات نہ ماننے والے ۔اللہ کی آیات نہ ماننے والوں کی بہت اقسام ہیں۔لیکن کُلُّ کُفر ''مِلَّة'' وَاحِدَة'' کا فر ایک جماعت ہیں۔اللہ کی آیات ماننے والوں کی دوسری جماعت ہے ان میں تفرقہ نہیں ہوتا یہ نظم وضبط میں سیسہ پلائی دیوار ہوتی ہے۔اگر ایسا نہیں ہے تو وہ بھی مومنوں کی جماعت نہیں ہے اُنہیں نام نہاد ایمان والے کہا جا سکتا ہے۔2/38,39 آیات ملاحظہ فرمائیے۔ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلاَ خَوْف'' عَلَيْهِمْ وَلا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞ پس جب بھی تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے سو جو میری ہدایت کی اتّباع کرے گا پھر نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔38اور جن لوگوں نے انکار کیا اور ہمارے احکام کو جھٹلایا یہی لوگ آگ والے ہیں۔وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔2/39

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ جب تک معاشرے کی تشکیل مکمل طور پر اللہ کی وحی کے تابع نہیں ہوگی۔اللہ کی طرف سے امن وسلامتی کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔خوف وحزن سے نجات ناممکن ہے۔وحی کی اتباع کرنے والا معاشرہ ایمان والا جنتی معاشرہ ہے۔اللہ کی آیات کا انکار کرنے والا معاشرہ کفر کا معاشرہ ہے۔جہنمی معاشرہ ہے۔جو مملکت معاشرے میں قرآنی اقدار کی روادار نہ ہو۔قرآن کے نام پر غیر قرآنی نظریات کی اشاعت کرے۔قرآن کا نام لے کر غیر قرآنی قوانین رائج کرے۔ایسے حالات میں کسی معاشرے کو بھی اسلامی یا قرآنی معاشرہ کہنا سراسر زیادتی ہے۔قرآنی معاشرے کی بنیاد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔اس کا مفہوم ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حاکم نہیں۔کوئی داتا، دستگیر اور مشکل کشا نہیں۔کوئی نفع اور نقصان کا مالک نہیں۔اُس کے حکم کے سامنے کسی کی مرضی اور اختیار نہیں گویا اللہ کے سوا کسی دوسرے کی حاکمیت کا تصور اور وہم وگمان بھی اسلامی معاشرے کے لئے زہرِ قاتل ہے۔

جب بھی انبیاء نے کفر وشرک کے ماحول میں اسلامی معاشرے کی بنیاد نظریہ توحید پر رکھی تو مخالفت کا طوفان اُٹھا۔ جس مردِ حق نے بھی کفر وشرک چھوڑ کر رسول کا ساتھ دیا۔کفر وشرک کا پورا معاشرہ اُس کی بھی جان کا دشمن بن گیا۔ابتدا میں

قرآنی معاشرے کا نام لینے والوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا اُن کی آہ و بکا کا دلسوز منظر رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے۔ اِنہیں آروں سے چیرا گیا، لوہے کی کنگیوں سے ان کا گوشت ہڈیوں سے جدا کیا گیا، اُن کے گھر چھین لئے گئے، اُن کو بیوی بچوں سے جدا کر دیا گیا۔ اُن کے نوزائیدہ بیٹوں کو ذبح کیا گیا۔ دلسوز اور دل ہلا دینے والے واقعات ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ ہمیں کمزوروں اور بزدلوں کو ایسی آزمائش میں نہ ڈال دے ۔اللہ ہمارے ایمانوں کو بچالے اور ہمارے دلوں میں بھی ایمان کی پختگی اور صبر و استقامت ڈالے۔ تاریخ میں ان مومنوں کے صبر و استقامت کی مثالیں ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ماضی میں اسلامی معاشرہ بنانے کے لئے اسلاف نے جو جان و مال کی قربانیاں دیں تھیں اُس کے نتیجے میں قرآنی معاشرہ وجود میں آیا تھا۔ ہمارے دوست سمجھتے ہیں کہ قربانیاں دیئے بغیر ہی اسلامی معاشرہ معرضِ وجود میں آجائے گا اللہ کا یہ قانون نہیں ہے۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ط مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ط اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ'' کیا تم نے یونہی جنت میں داخل ہونے کا حساب لگا رکھا ہے حالانکہ تم پر تو ایسے حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے لوگوں پر گذر چکے ہیں ۔اُن کو بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچی تھیں اور سخت ہلائے گئے تھے یہاں تک کہ رسول اور اس کے ساتھ ایمان والے بھی پکار اُٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ خبردار! یقیناً اللہ کی مدد قریب ہے (9/16)۔ 2/214

جنتِ اُخروی ہو یا دنیا میں اللہ کے مقرر شدہ ٹیسٹ میں سے گزرے بغیر ناممکن ہے۔آیتِ کریمہ ملاحظہ فرمایئے ۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَىْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ لا الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ'' لا قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ'' مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ'' قف وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ اور ہم تم کو آزمائیں گے (21/35) ایسی شے سے جس کا تعلق خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ہوگا حقیقت یہ ہے کہ ان حالات میں صرف صابرین کو بشارت سنا دو ۔155 جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم تو صرف اللہ کیلئے وقف ہیں اور ہم مر کر اسی کی طرف جانے والے ہیں۔ 156 یہی لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کی طرف سے نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ 2/157

مذکورہ آیت میں اللہ کا جو ٹیسٹ ہے جو اس ٹیسٹ میں سے گزرے اور ثابت قدم رہے۔ان لوگوں کو اللہ بشارت دے رہا ہے اور ان لوگوں کو ہدایت کی سند دے رہا ہے۔آج بھی قرآنی معاشرہ بنانے کے لئے بہت سے لوگوں نے قرآن اُٹھایا ہوا ہے اور قرآن کے جس حکم کو ماننے میں کوئی خوف یا بھوک یا جانی اور مالی نقصان کا خدشہ محسوس ہو یہ قرآنی مفکر فوراً فتویٰ دے دیتا ہے کہ یہ قرآن کا حکم نہیں ہے اور اُس کی معنوی تحریف میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتا ہے۔اور مجبوراً اہلِ عقل کو کہنا پڑتا ہے ہذا شی'' عجیب۔آج بھی اسلامی معاشرے کا نام لینے والے کے خلاف فرعونی، نمرودی، ہامانی اور قارونی ذہن کام کر رہے ہیں۔زبان پر اسلام کا نام اور قرآن کی مخالفت بھی عجیب قسم کی شخصیات سے واسطہ پڑے گا۔اللہ کی زمین پر قرآنی بنیادوں پر کہیں کوئی معاشرہ قائم نظر نہیں آ رہا۔ہاں یہ ایک قصہ پارینہ ضرور ہے اب یہ ایک خواب سا لگ رہا ہے

کیونکہ قرآن اُمتِ مسلمہ کی زبان پر بھی الفاظ کے رٹنے تک محدود ہے۔اس کے معنی کو جاننا یہ فرقوں میں بٹی اُمت ضروری نہیں سمجھتی۔زبان سے کہہ بھی دیا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو کیا حاصل دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

جب ہم اسلامی معاشرے کی بات کرتے ہیں تو اس سے مراد ایسی مملکت ہوتی ہے۔ جہاں قرآنی ضابطہ نافذ العمل ہو۔اور اس سٹیٹ کا ہر فرد احکام الٰہی کی عملی تصویر ہو۔امیر و غریب میں تکریمی مساوات ہو۔اللہ کی کتاب کے سامنے کسی کی مرضی اور اختیار نہ چلے۔من چاہے نظریات اور عقیدوں کی ریل پیل نہ ہو۔ایسا نہ ہو جب کہا جائے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ تو پہلی مشرک قوموں کی طرح جواب مل جائے۔ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَ نَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۞ انہوں نے کہا بلکہ ہم نے تو اپنے بڑوں کو اسی طرح کرتے پایا ہے۔26/74

جب بھی لوگ قرآن کے خلاف کام کرتے ہیں یا کوئی افترا کر کے اُسے مقدس اور متبرک بنا لیتے ہیں تو اُس کام کی دلیل ان کے پاس صرف یہی ہوتی ہے کہ ہم نے اپنے بڑوں کو اسی طرح کرتے پایا ہے۔ان کو قرآن سنایئے تو یہ بڑوں کی قصّہ خوانی شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں تو اپنے آباؤ اجداد کا ہی دین کافی ہے۔

غیر اللہ کی نذر و نیاز،قبر پرستی،اللہ کے علاوہ حاجت روا،مشکل کشا،دستگیر،بگڑی بنانے والے،شفارشی،غوث،داتا،تعویز کرنا،فرقہ بندی اور پتہ نہیں کیا کیا کفر و شرک کے انبار قوم کو آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملے ہیں۔منع کر کے دیکھ لیں۔کہہ دیں گے کیا ہمارے بڑے بے وقوف تھے۔اسلامی معاشرہ کی تشکیل کے لئے قرآن ہی ایک صراطِ مستقیم ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب قرآن کی آیات تلاوت کی جاتیں ہیں تو مخالفت کرنے والے گروہوں میں قرآن ماننے والے ہی پیش پیش ہوتے ہیں جنہوں نے قوم کو فرقوں میں بانٹ رکھا ہے اور وہ قرآن سے الگ ہو گئے ہیں ۔جب کہ قرآن واضح انداز میں حکم دے رہا ہے۔وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا اور سب اللہ کی رسی (قرآن) کے ساتھ مضبوطی سے جڑ جاؤ۔اور قرآن سے الگ نہ ہونا(3/103) اقبال نے بھی ان کا راز یہ کہہ کر فاش کیا کہ گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے اب آواز آئے کہاں سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لیکن قوم نے ان مدرسے والوں کا ابھی تک کوئی نوٹس نہیں لیا کہ آخر ان مدرسے والوں نے قوم کو کس جرم کی سزا دی ہے کہ اُنہوں نے قوم کو قرآن سے بے گانہ کر دیا ہے۔معاشرہ کی بنیاد قرآن کی آیات کا نفاذ تھا۔اہلِ مدرسہ نے غیر قرآنی تعلیم دے کر قوم کو فرقوں میں بانٹ دیا اور ہر گروہ آپ کو اللہ کے سوا کسی شخصیت کی اتباع کرتا ہوا نظر آئے گا۔اس طرح معاشرے میں کفر و شرک کا دروازہ کھل گیا ۔اب دین میں اللہ کی آیات کا حوالہ نہیں رہا بلکہ شخصیات کے حوالے سے دین پیش کیا جاتا ہے۔اس ترقی یافتہ دور میں اب اللہ کی آیات پیش کرنا انبیاء کرام کی سنت کو از سرِ نو زندہ کرنے کے مترادف ہے۔تہذیبِ نو کے اس دور میں بھی قرآن کی بات بڑی عجیب لگتی ہے تو انبیاء کرام کی دعوتِ الی اللہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے کہ تہذیبِ نو بھی جہالتِ اولیٰ جیسا ذہن رکھتی ہے۔اس ماحول میں بھی وحی کے مطابق پورے معاشرے کو عملی دعوت دینا اعلانِ جنگ کرنے کے مترادف ہے۔ دورِ حاضر کا مثالی معاشرہ وہ ہے جہاں جمہوری قوانین ہوں۔آزاد خیالی پر ریاست کا کوئی دباؤ نہ ہو۔معاشرہ میں فرد کو رہائش،روزگار،

تعلیمی سہولیات حاصل ہوں ۔احکامِ الٰہی کی روشنی میں تمام تر سہولتوں اور خوشحالیوں کے باوجود اگر اللہ کے مقابلے عوامی رائے کی بالادستی ہے۔معاشرے میں اللہ کا وقار نہیں تو معاشرہ غیر اسلامی کہلائے گا۔اس قسم کے غیر اسلامی معاشرے پر جو فرد مطمئن ہو وہ مسلم نہیں ۔ کیونکہ اللہ کا فتویٰ قرآن میں موجود ہے۔وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ ۞ اور جو اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے۔پس یقیناً وہی کافر ہیں۔ 5/44

مذکورہ آیت سے تو ثابت ہوتا ہے ک وحی کو بالائے طاق رکھ کر معاشرہ اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے۔مزید سورۃ الکھف میں ارشاد ہے۔ وَّلَا یُشۡرِکُ فِیۡ حُکۡمِہٖۤ اَحَدًا ۞ اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا ہے۔18/26 اسلامی معاشرہ میں اللہ کی حاکمیت بنیاد ہے۔ ہر نبی سلام' علیہ نے اپنی دعوت کا آغاز اور مرکزی نقطہ اللہ کی حاکمیت کو قرار دیا۔ قرآن میں نوح سلام' علیہ سے لے کر آخری نبی محمد سلام' علیہ تک بانگِ دہل یہی اعلان ہوتا ہے۔ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰہَ ؕ یہ کہ تم اللہ کے سوا کسی کی غلامی اختیار نہ کرو۔11/26

اسلامی معاشرہ میں قرآن کے خلاف نہ تو جمہور کی رائے ہے اور نہ ہی مفتی اور علامہ کا فتویٰ ہے۔اسلامی معاشرے میں صرف اللہ کا وقار ہوتا ہے اور آیاتِ الٰہی کو ماننا پڑتا ہے۔اسلامی معاشرے میں حاکم اور محکوم، راعی اور رعایا، امیر و مامور، غنی اور فقیر سب احکامِ الٰہی کے پابند ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ رسولِ کریم کو بھی وحی کی اتباع کا حکم ہوتا ہے۔ وَاتَّبِعۡ مَا یُوۡحٰۤی اِلَیۡکَ وَاصۡبِرۡ حَتّٰی یَحۡکُمَ اللّٰہُ ۖۚ وَھُوَ خَیۡرُ الۡحٰکِمِیۡنَ ۞ اور اتباع کر اُس کی جو تیری طرف وحی کیا گیا ہے اور ڈٹ جا حتیٰ کہ اللہ انجامِ کار کا فیصلہ کردے اور وہی تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔10/109

اسلامی معاشرہ مومنین کا خاندان ہوتا ہے۔اس کی بنیاد حسب ونسب نہیں بلکہ قرآنی نظریات پر ہے۔اس دنیا میں امن وسلامتی اور آخرت میں جنت حاصل کرنے کیلئے ایک ہی راستہ ہے۔اور وہ قرآن کی ہر آیت پر عمل کرنا ہے۔اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ۔دوسرا راستہ صرف انسان کی خواہش ہے جو اسے بالاخر جہنم میں اُتار دے گی اور وہاں سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں ہوگا۔ ماں باپ بھی اگر ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کرتے ہیں تو اُن کے ساتھ بھی دوستی کا تصور نہیں ۔اس کے بارے قرآنی آیات ملاحظہ فرمایئے۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰبَآءَکُمۡ وَ اِخۡوَانَکُمۡ اَوۡلِیَآءَ اِنِ اسۡتَحَبُّوا الۡکُفۡرَ عَلَی الۡاِیۡمَانِ ؕ وَ مَنۡ یَّتَوَلَّھُمۡ مِّنۡکُمۡ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۞ قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآؤُکُمۡ وَاَبۡنَآؤُکُمۡ وَ اِخۡوَانُکُمۡ وَ اَزۡوَاجُکُمۡ وَعَشِیۡرَتُکُمۡ وَ اَمۡوَالُ ۨاقۡتَرَفۡتُمُوۡھَا وَ تِجَارَۃٌ تَخۡشَوۡنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرۡضَوۡنَھَاۤ اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ جِھَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ۞ ترجمہ: اے مومنو! اپنے اٰباء اور اپنے بھائیوں کو خیرخواہ دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان (قرآن) کے مقابلے میں کفر (غیر قرآن) کو پسند کرتے ہیں اور تم میں سے جو اِن کو خیرخواہ دوست بنائے گا پھر یقیناً یہی ظالم ہیں۔ 23 اعلان کردو اگر تمہارے اٰباء اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان اور اموال جو تم نے کمایا ہے اور تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور رہائش گاہیں جن کو تم پسند

کرتے ہو۔ کیا تمہیں یہ سب اللہ اور اُسکے رسول یعنی اُس کی راہ (قرآن) میں جہاد کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنے عذاب کے فیصلے کو لے آئے۔ یقیناً اللہ بدعہد لوگوں کو ہدایت نہیں دیتے۔ 9/24 سورۃ نمبر 9 کی 84 اور 113 آیات پر غور کرلیں گے تو بات اور واضح ہو جائے گی۔ لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَـآءَ 9/23,24 ۔ اگر اللہ کے قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں میں تمہارے باپ یا تمہارے بھائی ہوں۔ اُنہیں دوست نہ بناؤ۔ بُرے لوگوں سے الگ ہونے کا یونیورسل حکم ہے۔ 28..43/26 آیت میں ابراہیمی نمونہ باقی رہنے والا ہے۔ جب بُرے باپ اور بُرے بھائی سے دوستی نہیں ہے تو اس کے علاوہ دوسرے رشتوں کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ بُرے لوگوں سے مفاہمت ہی تو بُرائی میں ترقی کا سبب بنتی ہے۔ اس یونیورسل حکم سے قوم پرستی، وطن پرستی، جماعت یا فرقہ پرستی کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ صرف قانون کی حکمرانی رہ جاتی ہے۔ اب انسانوں کو ذرا غیر جانبدار ہو کر سوچنا چاہیے کہ قرآن پر ایمان لانے والا کوئی شخص دہشت گرد ہو سکتا ہے۔ جب کہ قرآن کی تعلیم تو دہشت گرد سے الگ ہونے کا حکم دیتی ہے اگر چہ اُس کا باپ اور بھائی بھی ہو۔ ایسے لوگوں سے تعاون اور دوستی کرنے والوں کیلئے 9/24 آیت میں اللہ کی طرف سے عذاب کی وعید ہے۔ ثابت ہوا کہ اللہ کے امن والے منشور کو نہ ماننے والے ہی دہشت گرد ہیں۔ اب کوئی قرآن کا طالب علم غیر جانبداری سے پوری دنیا پر نظر دوڑائے تو کہیں بھی اللہ کی کتاب کی حکمرانی نظر نہیں آئے گی۔ ہر قوم اور ہر شخص دوسرے کو اپنا غلام بنانے کی پالیسی کے تحت دوسرے کو دہشت گرد قرار دینے پر تُلا ہوا ہے۔ بے گناہوں کا قتلِ عام کرکے اپنے آپ کو حق بجانب سمجھ رہا ہے۔ خود قرآن کی روشنی سے محروم ہے اس کی کوئی سمجھ نہیں ہے۔ اس لئے کہ قرآن نہ ماننے والے ہی دہشت گردی کو پرموٹ کرنے والے ہوتے ہیں یہ حکمران بھی ہیں اور عوام میں بھی ہیں۔ پھر بھی اگر وہ کوئی اصولی معائدہ امن پر اتفاق کرتے ہیں تو اُن سے معائدہ امن کرنے کی اجازت ہے۔ غیر مسلموں سے بھی جنگ ناگزیر حالات میں صرف اپنے دفاع کے لئے ہے۔ اُن سے علیحدگی کوئی جنگ نہیں ہے بلکہ اُن کی فضول اور شرکیہ رسومات اور بُرے کاموں سے علیحدگی ہے۔ اُن سے معاشرتی تعلقات یعنی رشتے داری نکاح وغیرہ نہیں ہیں اور نہ ہی اُن کے مرنے پر جا سکتے ہیں اور مرنے کے بعد اُن کی رسومات میں بھی شریک نہیں ہو سکتے ہیں۔ اقتصادی، تجارتی، آپس میں لین دین اور میل ملاقات اور امن وسلامتی کے لئے ایک دوسرے سے تعاون جیسے معاملات وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ اس موضوع پر قرآن میں پچاس سے زیادہ مقام ہیں۔ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ جو ایمان والوں کے سوا کافروں کے ساتھ دوستیاں کرتے ہیں۔ اِن سے پوچھو کیا وہ اِن کے ہاں عزت تلاش کرتے ہیں؟ پس یقیناً ساری کی ساری عزت تو اللہ ہی کے لئے ہے۔ 4/139 يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اے ایمان والو! مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ کیا تم ایسا کرکے اپنے خلاف اللہ کے لئے ایک واضح دلیل بنانا چاہتے ہو۔ 4/144 قرآن کی مزید آیات مندرج ذیل ہیں خود ملاحظہ فرمائیے۔

(4/89,139,144)(5/51,57,80,81)(3/28,118)۔ (9/80,84,107,114)۔(11/113,15/94,18/16,19/48)(6/70,91,112)۔(10/11)

(15/3,23/54,43/83,52/45,70/42)۔ (73/8,10, 9/16, 28/17,86)۔ (6/66,10/108,17/54,25/43)(58/22,51/54,54/6)۔

(42/6,39/4)۔ (مشرک اور کافر عورتوں کو چھوڑ دو 60/10) (مشرکوں سے نکاح نہ کرو 2/221)۔(45/21,22/13,36/59,) ۔

مومنوں کو نہ دھتکار (6/52,18/28,26/114,215,66/10,)۔ موسیٰ کے لئے حکم ضم (20/22) ادخل (27/10) اسلک (28/32) نزع (7/108)۔(8/64 تا 62).

مَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہ۔ (5/51,56,7/196,57/24,18/17)۔(24/47,3/23,) ۔(4 تا 60/6) معاشرے کی بنیاد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی اللہ کی حاکمیت کو زیادہ زور دے کر اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ اس توحیدی عنصر کے بغیر کوئی معاشرہ ستاروں پر کمند ڈال لے اور مادی ترقی میں جتنی بھی خود کفالت اختیار کر لے وہ اسلامی معاشرہ نہیں کہلا سکتا۔ اللہ کی حاکمیت تسلیم کرنے کے بعد مسلم معاشرہ آپس میں اُخوّت کے ایسے رشتے میں جُڑ جاتا ہے کہ یہ ایک جسم کی مانند ہوتا ہے۔ ایک فرد کا دُکھ پورے معاشرے کو تڑپا دیتا ہے۔ اُنہیں ایسے ہی احساس ہوتا ہے جیسے اُن کے اپنے جسم کے دکھ کا احساس ہوتا ہے۔ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَة ''(وہ تو دوسروں کو اپنے پر ترجیح دیتے ہیں اگر چہ انکے ساتھ بھی تنگ دستی ہو 59/9) کی تصویر ہوتے ہیں مال تو کیا اپنی جانوں کا ایثار بھی آسان ہوتا ہے۔ اسلامی معاشرہ میں تو ہر انسان دوسرے کیلئے زندہ ہوتا ہے۔ ایسا کرنا رب کی رضا ہے یہ کسی پر احسان نہیں وہ اپنا فرضِ منصبی سمجھ کر کرتے ہیں۔ غیر مسلم بھی اس معاشرے میں محفوظ ہوتے ہیں۔ عدل وانصاف کا دور دورہ ہوتا ہے۔ امیر وغریب سب اللہ کے قانون کے سامنے مساوی ہوتے ہیں۔ اللہ کے سامنے جواب دہی کا خوف اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اقرارِ جرم اور مظلوم سے اپنی جان بخشی کروانے میں کوئی عار محسوس نہیں کی جاتی۔ اپنا فرض ادا کرنے کی فکر ہوتی ہے۔ اپنے حق کا مطالبہ تو ہوتا ہے لیکن اپنا حق ادا کرنے کی فکر زیادہ ہوتی ہے۔

معاشرے میں ہر فرد کو تحفظ کا احساس ہوتا ہے۔ خوف وحزن کی کیفیت نہیں ہوتی۔ اسلامی معاشرے میں سائل یعنی جدوجہد کرنے والے کی مزدوری معقول ہوتی ہے۔ معاشرے میں محروم یعنی معذور جو جدوجہد سے محروم ہے۔ اُس کی ضروریاتِ زندگی کا بندوبست اُس کے دروازے پر پہنچایا جاتا ہے اور اُس کی معاشرے میں عزت وتکریم ہوتی ہے۔ اسلامی معاشرے میں کوئی بھیک منگا نہیں ہوتا۔ اسلامی معاشرہ کی یہ ایک معمولی سی جھلک ہے۔ اسلامی معاشرہ میں اللہ حاکم ہوتا اور انسانوں کے پاس اقتدار اللہ کی امانت ہوتی ہے۔ کوئی جماعت یا کوئی فرد کوئی بھی اصلاحی کام اپنے ووٹ بنک کے لئے نہیں کرتا بلکہ وہ صرف اللہ کی رضا کے لئے کرتا ہے۔ اللہ کی کتاب کے ذریعے اللہ کی حکمرانی ہوتی ہے۔ قرآن کو مضبوطی سے تھامنا اور اُسے فائنل اتھارٹی قرار دینا اسلامی معاشرے کا طرہء امتیاز ہوتا ہے۔ اسلامی معاشرہ اللہ کی حدود کا پابند ہوتا ہے۔ شتر بے مہار، حدود شکن، معاشرہ انسانی معاشرہ نہیں بلکہ حیوانوں کا جنگل ہوتا۔

معاشرہ تو اللہ کی حدود کا پابند ہوتا ہے۔ قرآن کی اتباع کرتا ہے اور دوسروں کو بھی اللہ کی وحی کا تابع بنا کر معاشرے کو امن کا گہوارہ بناتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اور اُس سے زیادہ حسین بات (39/23) کس کی ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف بلاتا ہو اور معیاری کام کرتا

ہو اور کہہ دے یقیناً میں فرمانبرداروں میں سے ہوں ۔ 41/33 اسلامی معاشرے میں ہر مسلم کی دعوت اللہ کی طرف ہو گی یعنی اللہ کی حکمرانی کا تصور دیا جائے گا ۔ لہٰذا یہ تصور چڑھتے سورج کی طرح عیاں ہوگا کہ اللہ کی حاکمیت کا نظریہ کہ اللہ کے حکم میں کوئی شخص بھی اپنی مرضی اور اختیار نہیں رکھتا اور ساری کائنات کا اکیلا رب ہے ۔ کائنات پیدا کرنے اور اُس کا نظام چلانے میں اُس کا کوئی بھی شریک و سہیم نہیں ہے ۔ اپنے ایمان کو کفر و شرک سے پاک کئے بغیر اسلامی معاشرے کا قیام محض دعویٰ ہی ہوگا ۔ حقیقی اسلامی معاشرے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوگا ۔ قرآن میں اس کا ذکر ان کلمات میں ہے ۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم لوگوں کو البرّ کے بارے حکم دیتے ہو اور خود کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم الکتاب کی تلاوت کرتے رہتے ہو ۔ کیا تم پھر عقل سے کام نہیں لیتے ہو ۔ 44

اَلْبِرَّ: اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ.... 2/44 ''کیا تم لوگوں کو البر کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو'' لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ج وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ لا وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِى الرِّقَابِ ج وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ج وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ج وَ الصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ط وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ,, اللہ نے البرّ کو اس عمل سے خارج کر دیا ہے جس عمل میں تُم اپنے چہرے مشرق اور مغرب کی طرف کرتے ہو بلکہ البرّ تو یہ ہے کہ جو اللہ کو لاشریک اور یوم آخرت (فیصلے کے دن) کو لا شفاعۃ' مانتے ہیں اور ملائکہ اور وحی شدہ کتاب اور انبیاء کو حق مانتے ہیں اور وہ اُس کی محبت میں قرابت والوں کو اور یتیموں اور مسکینوں کو اور ابن سبیل اور سائلین کو اور پھنسی ہوئی گردن آزاد کرانے میں مال دیتے ہیں یعنی وہ اس فرض منصبی کو قائم کرتے اور لوگوں کا تزکیہ قرآن حکیم کی تعلیم سے کرتے اور اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں جب انہوں نے عہد کر لیا ہو اور تنگی اور تکلیفات اور جنگ و جدل کے وقت ثابت قدم رہنے والے ہیں ۔ مذکورہ کام کرنے والے یہی لوگ سچے ہیں اور یہی لوگ اللہ کی نافرمانی سے بچنے والے ہیں ۔ 2/177 ''

اللہ نے اَلْبِرُّ کو خارج کر دیا ہے ایسے عمل سے جس میں تم اپنے چہرے مشرق اور مغرب کی طرف کرتے ہو لیکن اَلْبِرُّ ہے جو اللہ کو مان لے'' آگے اَلْبِرُّ کی تعریف کر دی ہے کہ یہ سارے کام اَلْبِرُّ میں شامل ہیں ۔ لَیْسَ اور لٰکِنَّ نفی اثبات کا حصر ہے ۔ سمت کے ساتھ متعین عمل اَلْبِرُّ سے خارج ہے اس کی نفی کر دی ہے ۔ 3/92 میں ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ 3/92 ''ہرگز ہرگز اَلْبِرُّ حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم خرچ نہ کرو اس شے کو جس سے تم محبت کرتے ہو'' مذکورہ تین آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اَلْبِرُّ مقصود زندگی ہے ۔ یہ وہ کشادگی ہے , بھلائی ہے جو قرآن نے واضح کر دی ہے کہ یہ وحی شدہ ایمان و عملِ صالح سے حاصل ہوتی ہے اسے حاصل کرنے کے لیے محبوب ترین چیزوں کو قربان کرنا پڑتا ہے ۔ بزبانِ الطاف حسین حالی اُمتِ مسلمہ اس آیت کی مصداق بن چکی ہے ۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر　　جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر　　کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں　　پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں　　اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ جاجا کے نذریں چڑھائیں　　شہیدوں سے جاجا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے　　نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

مذکورہ بالا نظم موجودہ نام نہاد اسلامی معاشرے پر زبردست تنقید ہے کیونکہ آج اسلامی اور غیر اسلامی معاشرہ میں کوئی فرق نہیں۔قرآن سے ہدایت نہیں بلکہ ایصالِ ثواب،تعویز گنڈے،ختم شریف وغیرہ کا کام لیا جاتا ہے۔زندگی گزارنے کا طریقہ معلوم نہیں کیا جاتا۔زیادہ سے زیادہ نماز میں پڑھنے کیلئے چند سورتیں یاد کی جاتی اور وہ اللہ کو سنادی جاتی ہیں۔ماہِ رمضان میں قرآن اللہ کو سنا دیتے ہیں۔اُمتِ مسلمہ قرآن پڑھتی ہے جاننا ضروری نہیں سمجھتی حالانکہ قرآن کے بارے ہر فرد اللہ کے سامنے جوابدہ ہے۔فَاسْتَمْسِکْ بِالَّذِیْٓ اُوْحِیَ اِلَیْکَ ج اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۞وَاِنَّهٗ لَذِکْرٌ" لَّکَ وَ لِقَوْمِکَ ج وَ سَوْفَ تُسْئَلُوْنَ ۞ پس تُو مضبوطی سے پکڑ(31/22) جو تیری طرف وحی کیا ہے۔یقیناً تُو سیدھے راہ پر ہے۔43 اور یقیناً یہ تیرے اور تیری قوم کیلئے نصیحت ہے۔اور تم سے اس کے بارے پوچھا جائے گا(16/93,17/36,102/8)۔43/44

جب اللہ کے ہاں مسئولیت ہر فرد کی ہے تو قرآن کا جاننا اور اس پر عمل کرنا ہر فرد پر فرض ہے۔اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ط قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی وَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ بے شک جس نے تجھ پر قرآن فرض کیا ہے۔یقیناً وہ تجھے جوابدہی کے مقامِ آخرت کی طرف لوٹانیوالا ہے۔ کہہ دو میرا رب خوب جانتا ہے اُس کو جو ہدایت کے ساتھ آیا اور اُس کو بھی جو واضح گمراہی میں ہے۔28/85

جب تک اُمتِ مسلمہ قرآن کو اپنی زبان میں نہیں جانتی اسلامی معاشرے کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا۔قرآن سے لاتعلق اور بے فکر قوم سے اسلامی معاشرہ کی تشکیل ہتھیلی پر سرسوں جمانا اور رات کو دن کہنے کے مترادف ہے۔اللہ کی حاکمیت قائم ہونے کے بعد اسلامی معاشرہ معرضِ وجود میں آتا ہے۔حدود اللہ میں انسان کو تحفظات ملتے ہیں۔اس کی مثال اور کہیں نہیں ملتی۔معاشرے میں ہر فرد کی عزت،جان و مال محفوظ ہوتا ہے اُسے اسلامی معاشرہ کہتے ہیں۔جو معاشرہ حدود اللہ کا پابند نہ ہو وہ غیر اسلامی معاشرہ ہے۔آیئے قرآن کی تعلیمات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی معاشرہ قرآن کی روشنی میں قائم کرنے کی جدوجہد کریں۔جہاد قرآن کی تعلیم کے بغیر فساد فی سبیل اللہ ہے۔وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ۞ فَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا کَبِیْرًا ۞ اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں نذیر بھیجتے۔51 پس تو کافروں کی اطاعت نہ کر اور ان کافروں سے قرآن کے ذریعے جہادِ کبیر کر۔ 25/52 آیئے ہم میں شامل ہو کر سب سے پہلے قرآن کی تعلیمات کو جانیں اور قرآن کی روشنی میں اسلامی معاشرے کے قیام کی جدوجہد میں ہمارے ساتھ شریک ہو جائیں۔

مزیدمطالعہ کریں ☆رکئے اور ذرا سوچئے☆
آگے آیئے اور معاشرے کے امام بن جایئے

☆بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ☆

اس مضمون کے تمام حوالے اور آیات کا مفہوم ہم نے 'مفہوم القرآن ' سے لیا ہے۔اس میں جہاں جہاں خدا کا لفظ آئے ' اللہ ' پڑھ لیجئے۔ چونکہ خدا کا لفظ غلط العام کے طور پر مستعمل ہے لہٰذا 'مفہوم القرآن ' میں بھی خدا ہی استعمال ہوا ہے وگرنہ حقیقت یہی ہے کہ خدا غیر عربی اور غیر قرآنی لفظ ہے۔اللہ نے اپنا نام خود 'اللہ' بتایا ہے لہٰذا احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ یا تو اللہ ہی کے نام سے پکارا جائے یا پھر اسماء الحسنٰی استعمال کئے جائیں۔اللہ کو کسی دوسرے نام سے پکارنا یا کسی بت یا کافروں کے کسی معبود کے نام سے پکارنا 7/180 آیت کی خلاف ورزی ہے۔اور یہ اللہ کے ناموں میں ٹیڑھ پن اختیار کرنے کے مترادف ہے۔ آیت ملاحظہ فرمایئے۔وَ لِلّٰہِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی فَادۡعُوۡہُ بِہَا ۪ وَ ذَرُوا الَّذِیۡنَ یُلۡحِدُوۡنَ فِیۡۤ اَسۡمَآئِہٖ ؕ سَیُجۡزَوۡنَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۞ ترجمہ: اور صرف اللہ کی حکمرانی کے لئے نازل شدہ بہترین اسماء اور قوانین ہی اللہ کا تعارف ہیں (41/40) تم اِن کے ذریعے اُس کی دعوت دو۔اور اُن سے الگ ہو جاؤ جو اُس کے اسماء اور قوانین (41/40) میں کجی اختیار کرتے ہیں۔اُنہیں سزا دی جائے گی جو وہ قرآن کے خلاف عمل کرتے ہیں۔7/180 اللہ کے اسماء میں ٹیرھ پن اختیار کرنا اس لئے بھی درست نہیں ہے کہ اللہ کی کسی سے مثال نہیں دی جا سکتی 42/11

☆رشتے ۔ ناطے :

کوئی ہندو یا سکھ خاندان اگر مسلم ہو جائے اور مسلم ہونے کے بعد اپنی بیٹی یا بیٹے کا نکاح (شادی) اپنی کافر برادری میں کرنے لگے تو ہمیں سخت تعجب ہوگا۔ اُس کے مسلم ہونے میں شک ہونے لگے گا۔ ہم اُسے سمجھائیں گے ، لڑیں گے اور تعلقات تک منقطع کر لیں گے ۔کیوں ؟

اس لئے کہ مسلم اور کافر کا نکاح نہیں ہو سکتا ۔ اس اصول کو ذہن میں رکھئے اور سوچئے کہ جو لوگ قرآن کے مطابق نہ نظریہ اور عقیدہ رکھتے ہوں اور نہ قرآن کے مطابق عمل کرتے ہوں اور قرآن کو دوسری کتابوں کا محکوم سمجھتے ہوں۔ اُن سے یا اُن کی اولاد سے وہ لوگ نکاح کیسے کر سکتے ہیں جو صرف قرآن کو ہی اپنا دین سمجھتے ہوں، اسی کی اتباع کرنا سنتِ رسول سمجھتے ہوں،اس کتاب کو حاکم سمجھتے ہوں اور قرآن کو خود مکتفی، مفسر اور مفصل سمجھتے ہوں کہ یہ لاریب کتاب کسی بھی غیر اللہ کی کتاب کی محتاج نہیں ہے۔

آپ خود فیصلہ کریں قرآن پر چلنے والے اور غیر قرآن پر چلنے والے دونوں کیسے برابر ہو سکتے

ہیں؟ اگر آپ نے حق کو پا لیا ہے، قرآن کے آئینے میں اپنے آپ کو اور دوسرے لوگوں کو بھی دیکھ لیا ہے۔تو پھر فیصلہ کرنے میں کوئی مشکل نہیں کہ یقیناً آپ اُن لوگوں سے الگ ہو گئے ہیں جو ہنوز باطل اورکافرانہ طرزِ زندگی اختیار کئے ہوئے ہیں اور غیر قرآنی زندگی ہی اُن کا اُوڑھنا بچھونا ہے ۔قرآن پر عمل کرنے والوں کو وہ کافر سمجھتے ہیں۔اب قرآن والے اپنا اور اپنی اولاد کا نکاح غیر قرآن والوں سے کیسے کر سکتے ہیں؟ ایک ہی صورت ہے کہ یہ نام نہاد قرآن والے بھی علم کی حدتک قرآن والے کہلانا پسندکرتے ہیں اور اس پر فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہم قرآن والے ہیں ورنہ حقیقت یہی ہے رشتہ، ناطہ قرآن کا انکار کرنے والوں سے ہی ہےاور محبت اور دوستیاں بھی اُنہیں سے ہیں۔ قرآن والوں کا غیر قرآن والوں کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔گویا کہ قرآن نے ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑا ان کا معاشرتی تعلق غیر قرآنیوں سے اتنا گہرا ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں قرآنی ہونے کے باوجود ان کا نہ کوئی معاشرہ ہے اور نہ ان کی کفر سے الگ کوئی شناخت ہے۔ لہٰذا اللہ کی کتاب کی مطابق کفر سے رشتہ ناطہ کرنے والے بھی اُنہیں میں سے ہیں۔اللہ کی آیات کا انکارکرنے والےخواہ وہ اپنے آپ کو مومن ہی کیوں نہ کہیں لیکن اللہ کی کتاب کے مطابق وہ مومن نہیں ہیں۔ان کے ساتھ رشتے ناطے اوردوستیاں کرنے والےبھی اُنہیں میں سے ہیں۔قرآن کے آئینے میں اپنے آپ کودیکھنا ضروری ہے۔قرانِ حکیم کے ارشادات کو غور سے پڑھئے ۔عقل قرآن میں اللہ کی منشاء جاننے کیلئے دی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ سورۃ البقرۃ آیت نمبر221 میں ملاحظہ فرمایئے۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ ترجمہ: اورتم مشرکات سے نکاح نہ کرو جب تک وہ مومن نہ ہو جائیں اور یقیناً لونڈی مومنہ بہتر ہے مشرکہ سے اگر چہ وہ تمہاری پسند ہواورتم مشرکوں سے اپنی عورتوں کے نکاح نہ کرانا جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں اور یقیناً ایک غلام مومن بہتر ہے مشرک سے اگر چہ وہ تمہاری پسند ہو۔یہی لوگ ہیں جوآگ کی طرف دعوت دیتے ہیں اوراللہ جنّت کی طرف اپنے قرآن کے ذریعے اور مغفرت کی طرف دعوت دیتاہےاوروہ اپنی آیات کی وضاحت کرتا ہےلوگوں کی راہنمائی کے لیے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ 2/221

اب مفہوم القرآن کامفہوم ملاحظہ فرمایئے۔ ’’ تم جس جنتی نظام کی فکر میں ہو اس کی ابتدا تمہارے گھر کی زندگی سےشروع ہوتی ہے۔ لہٰذاسب سے پہلے ضروری ہے کہ تم اپنے گھر کوجنتی بناوَ۔اس کیلئے بنیادی سوال یہ ہے کہ میاں بیوی کا انتخاب کس معیار کےمطابق ہونا چاہیے۔اُسی معیار کے مطابق جس کی رو سے تمہاری اُمت تشکیل ہوتی ہےیعنی آئیڈیالوجی کے اشتراک کی بنا پر۔تمہاری آئیڈیالوجی یہ ہے کہ اطاعت صرف

اللہ کےقوانین کی ہے۔اس میں کسی اورکو شریک نہیں کیا جا سکتا لہٰذا میاں بیوی کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس آئیڈیالوجی پر متفق ہوں۔بنا بریں تم کسی مشرک عورت سےشادی نہ کرو ۔تا وقتیکہ وہ ایمان نہ لے آئے۔ مشرک آزادعورت سے مومن لونڈی بہتر ہوتی ہے خواہ اوّل الذکرتمہیں کتنی ہی جاذبِ نگاہ دکھائی کیوں نہ دے۔ اس طرح مومن عورتیں مشرک مردوں سے شادی نہ کریں تا وقتیکہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ مشرک آزاد مرد سے مومن غلام مردبہتر ہے خواہ اوّل الذکرکتنا ہی اچھا کیوں نہ لگے۔یہ اس لئے کہ متضادآئیڈیالوجی رکھنے والوں کویک جا جمع کر دینا جہنم پیداکر دے گا ۔اس لئے اللہ کا قانون تمہیں اس سے روکتا ہے۔وہ تمہارےگھر کی زندگی کو جنت کی آسودگیاں عطاکرنا چاہتا ہے اورتمہیں ہرقسم کےخطرات سےمحفوظ رکھنا چاہتا ہے۔‘‘

اللہ کے لئے سوچئے!کیااللہ کی وحی پر ایمان لانے والےاور انسانوں کی بنائی ہوئی فقہ پرایمان لانے والے برابرہوسکتے ہیں؟اگرنہیں ہو سکتے توپھردونوں میں ازدواجی رشتہ کیسے قائم ہوسکتاہے؟ کیا ایسے رشتے حرام نہیں ہیں۔جب اللہ نےکہہ دیا ہے اورروک دیاہےکہ ایسا نہ کرو، اس سے زندگی جہنم بن جائے گی ۔ اس کے باوجود ایسا کرنا ، کیا اللہ کے حکم کوٹھکرانا نہیں ہے؟ ایسا لگتا ہے کہ جو قرآنی لوگ ایسا کرتے ہیں وہ صرف قرآنی کہلانے کا شوق رکھتے ہیں۔ ویسے اُن کا قرآن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اللہ ،رسول یعنی قرآنی مرکز اور ایمان والوں کے دشمنوں سے ازدواجی تعلق گھر میں جہنمی مدرسہ کھولنے کے مترادف ہےاور یہ تعلق اللہ کی رحمت سے یقینی دوری ہے۔یہ اللہ کی کتاب کی تعلیم ہے ظاہر یہ انسان کی خواہش کے خلاف ہے۔اللہ کی منشاء تو ایمان والوں کا خاندان بنانا ہےجو یکسو ہو جو غیرقرآنیوں سے کٹا ہو ۔

☆ دوستیاں اور مراسم:

جو لوگ قراانِ کریم پر ایمان لےآتے ہیں صرف وہی مومن ہوتے ہیں۔جو قرآنِ کریم کی بجائےکسی بھی دوسری چیز یا اللہ کے علاوہ کسی اور کی فقہ اور شریعت کو ایمان بنا لیں وہ اللہ کے نزدیک ایمان والے نہیں خواہ وہ لاکھ کہتے رہیں کہ ہم مسلم ہیں۔قرآنِ کریم کا ارشاد ہے۔اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۞ ترجمہ: لوگو!اتباع کرواس کی جوتمہاری طرف تمہارےرب کی طرف سے نازل کیا گیاہے۔اورتم اس قرآن کےسوا اولیاء کی اتباع نہ کرو۔کم لوگ ہیں جونصیحت حاصل کرتے ہیں۔7/3 مفہوم القرآن کامفہوم ملاحظہ فرمایئے۔ اے جماعتِ مومنین !تم اس ضابطہءقوانین (قرآن)کا اتباع کرو جسےتمہارے نشونما دینےوالے نےتمہاری طرف نازل کیا ہے اورکسی کارساز و رفیق کا اتباع مت کرو(انسانوں کیلئے صحیح روشِ زندگی یہی ہے) لیکن بہت تھوڑے ہیں جواس حقیقت

کو پیشِ نظر رکھتے ہیں۔(وہ ہدایتِ خداوندی کے ساتھ انسانوں کے فیصلوں کو بھی شامل کرلیتے ہیں۔ یہ شرک ہے) سو ان لوگوں سے جو قرآن کے علاوہ دوسرے اولیاء کی اتباع کرتے ہیں اُن سے باہمی امن وامان کے معائدے اور اصولی معاشی لین دین وغیرہ تو ہو سکتا ہے۔ دوستیاں اور رشتے داری جیسے مراسم نہیں ہو سکتے۔ آگے دیکھئے اللہ رب العزت کیا ارشاد فرما رہے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۞ ترجمہ: مومنین کے سوا ایمان والے قرآن کے منکروں کو دوست نہ بنائیں جو یہ حرکت کرتا ہے۔(3/118,4/89,139,144) پس اُس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں ہے مگر اُن کی شر سے بچنا ہے جیسا کہ بچنے کا قانونی حق ہے۔اللہ تم کو اپنی ذاتی قوت سے ڈراتا ہے کہ یقیناً اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ 3/28 مفہوم القرآن میں اسی آیت کا مفہوم ملاحظہ فرمایئے۔ ''ظاہر ہے اس نظام کی رو سے دنیا کے انسان دو گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ایک وہ جو اس نظام کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہئیں گے اُنہیں مومن کہا جائے گا دوسرے وہ جو اس کی مخالفت کریں گے یہ 'کفار' یعنی نہ ماننے والے کہلائیں گے۔ان دونوں گروہوں میں اُصولی اختلاف اور مخالفت ہوگی۔اب ظاہر ہے کہ جماعتِ مومنین کیلئے یہ قطعاً جائز نہیں ہو گا کہ جماعتِ کفار کو اپنا دوست اور رفیق بنائے۔ اُنہیں یہ تعلقات صرف مومنین کے ساتھ وابستہ رکھنے ہوں گے۔ جو ان (مخالفین کو اپنا) دوست بنائے گا، اُس کا نظامِ خداوندی سے کسی قسم کا تعلق باقی نہیں رہے گا۔(3/117..119..58/22..60/4) ۔لہٰذا اے جماعتِ مومنین !تمہیں ان مخالفین سے بہت زیادہ محتاط رہنا چاہیے اور اپنی حفاظت کا پورا پورا سامان تیار رکھنا چاہیے۔تمہیں بڑی شدت سے خدا کے قانونِ مکافات کی احتیاط اور نگہداشت کرنی چاہیے۔وہی تو تمہارا آخری مقام اور پناہ گاہ ہے''۔3/28 مفہوم القرآن صفحہ نمبر 124 اسی صفحہ پر بعد والی آیت کا مفہوم ملاحظہ فرمایئے۔ہم نے بات بالکل واضح کردی ہے۔اس کے بعد جو تم میں سے سمجھتا ہے کہ وہ ان (مخالفین) سے اپنے تعلقات منقطع نہیں کر سکتا (یا کرنا نہیں چاہتا) تو وہ ادھر سے ہٹ کر کھلے بندوں اُن کے ساتھ جا ملے۔یہ غلط ہے کہ تمہارے دل میں کچھ اور ہو اور ظاہرا روش کچھ اور۔اس روش سے بالآخر حاصل کیا ہوگا جبکہ حالت یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے، اُسے چھپاؤ یا ظاہر کرو، وہ خدا کے قانونِ مکافات سے کبھی پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔تمہارے دل کے پردے کیا شے ہیں کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے وہ ان سب سے باخبر ہے اور صرف باخبر ہی نہیں سب پر کنٹرول بھی اُسی کا ہے۔(مفہوم القرآن صفحہ نمبر 124) قرآن کے اتنے واضح احکامات کے بعد بھی قرآن ماننے والے کو اللہ کے پیمانے کے مطابق اپنے پرائے کا فرق نہیں کرنا آتا تو اس کی قرآن فہمی سے سوائے جہنم کے اور کوئی مقام ممکن نہیں۔ لہٰذا ہوشیار باش ہی کہہ سکتا ہوں۔

☆ دیکھئے یہی بات قرآنِ کریم ،آگے بھی کس شدت سے بیان کر رہا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡيَهُوۡدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوۡلِيَآءَ ‌ؔ‌ۘ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ‌ ؕ وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ۝۵۱ ترجمہ:اے ایمان والو! یہودو نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ آپس میں ضرور ایک دوسرے کے دوست ہیں۔لیکن جوتم میں سے اِن کودوست بنائے گا۔پھریقیناً وہ بھی اِنہیں میں سے ہوگا۔یقیناًاللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔5/51 مفہوم القرآن میں اسی آیت کامفہوم ملاحظہ فرمایئے۔"اے جماعتِ مومنین! تمہارے سامنے یہودو نصاریٰ کی حقیقت بھی آگئی اور یہ بھی کہ تم کس نظام کے قیام کیلئے کھڑے کئے گئے ہو۔تم دیکھتے ہوکہ ان کے مطمح نگاہ اورتمہارے مقصدِ زندگی میں کس قدر بنیادی فرق ہے لہٰذا تم کبھی اُنہیں اپنا دوست اور چارہ ساز نہ بنانا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ ایک دوسرے کے دوست اورچارہ ساز تو بن جائیں لیکن تمہارے ولی اور دوست کبھی بھی نہیں ہو سکتے۔اس وضاحت کے بعد بھی تم میں سے جو شخص اُنہیں اپنا رفیق اور دوست بنائے گا تو اس کا شمار اُنہی میں سے ہو گا۔ اس لئے کہ جو لوگ یوں دیدہ دانستہ غلط راستے اختیار کر لیں وہ صحیح راستے پر کیسے ہو سکتے ہیں۔(مفہوم القرآن صفحہ نمبر258)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا دِيۡنَكُمۡ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَالۡكُفَّارَ اَوۡلِيَآءَ‌ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝۵۷ ترجمہ:اے ایمان والو!تم اُن لوگوں کودوست نہ بناؤ جوتمہارے دین کو ہنسی مذاق اورکھیل تماشا بناتے ہیں۔یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور دوسرے کافر بھی ہیں۔اللہ کی نافرمانی سے بچو اگر تم ایمان والے ہو۔5/57 مفہوم القرآن میں اسی آیت کامفہوم ملاحظہ فرمایئے۔"اے ایمان والو! اہلِ کتاب (یہودو نصاریٰ)اورکفار میں سے جن لوگوں نے تمہارے دین کو مذاق سمجھ رکھا اور اس کی تحقیر وتذلیل کے لئے اس کی ہنسی اُڑاتے ہیں ' اُنہیں اپنا دوست مت بناؤ۔ تم مومن ہو تو ہمیشہ قوانینِ الٰہی کی نگہداشت کرو دین کے مخالفین سے تمہارا کیا واسطہ ؟(مفہوم القرآن صفحہ نمبر260)

☆ رکئے۔۔سوچئے۔۔کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔۔اور پڑھتے جایئے اور یاد رکھئے۔۔۔

وَلَوۡ كَانُوۡا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِىِّ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ مَا اتَّخَذُوۡهُمۡ اَوۡلِيَآءَ وَلٰـكِنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ۝۸۱ ترجمہ:اوراگر یہ اہلِ کتاب اِس نبی کے ذریعے اللہ کی باتیں مان لیتے یعنی یہ (قرآن) جواُس کی طرف نازل کیا گیا ہے مان لیتے تو وہ کافروں کودوست نہ بناتے۔لیکن اِن کی کثیر تعداد نافرمانوں کی ہے۔5/81 مفہوم القرآن میں اسی آیت کامفہوم ملاحظہ فرمایئے۔ "جن کفار سے یہ اس وقت یوں دوستانہ تعلقات قائم کرتے ہیں ۔اگر وہ اللہ پر اور اس نبی پر اورجو کچھ اس پر نازل کیا گیا اُس پر ایمان لے آتے تو یہ کبھی اُنہیں دوست نہ بناتے لہٰذا کفار کے ساتھ ان کی دوستی محض اس لئے ہے کہ وہ اسلام کے دشمن ہیں۔ان کی دوستی کی اورکوئی بنیاد نہیں۔ وہ اگر آج اسلام کی دشمنی چھوڑ دیں تو وہ ان سے دوستی چھوڑ دیں گے۔(مفہوم القرآن صفحہ نمبر267)

5/81 آیت کاواضح مفہوم ہے کہ اگرایمان بالقرآن ہے تو غیرقرآنیوں سےدوستی اور رشتہ داری نہیں، اگر دوستی اور رشتہ داری ہے تو ایمان بالقرآن نہیں۔ اب خودفیصلہ کریں کہ آپ کے پاس کفر کی دوستیاں اور رشتہ داریاں ہیں یا ایمان بالقرآن ہےاور ایمان والوں سے دوستیاں اور رشتہ داریاں ہیں۔

☆**غیر قرآنیوں سے ہر حال میں دوستی اور رشتہداری ترک کرناہو گی:** ایمان لانے کے بعد سب سے پہلا کام ہی یہ کرنا ہوتا ہے کہ جو لوگ خالص قرآنِ کریم پر عمل نہیں کرناچاہتے ،اُن سے دوستی اور مراسم علی الاعلان ختم کرنے ہوتے ہیں۔رب العزت نے فرمایا ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْـرَكُـوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ترجمہ: کیاتم نے سمجھ رکھا ہے کہ یوں ہی چھوڑ دیئے جاوٴ گے حالانکہ اللہ نے اُن کو ظاہر نہیں کیا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہےاور اُنہوں نے اللہ اور رسول اور مومنوں کے سوا کسی کو دوست نہیں بنایا اور اللہ خبردار ہے جو تم عمل کرتے ہو(2/214,3/142,29/1)۔**9/16** مفہوم القرآن میں اسی آیت کامفہوم ملاحظہ فرمایئے۔

’’اے جماعتِ مومنین! کیاتم سمجھ رہے ہوکہ چونکہ تم نے ایمان کا اقرار کر لیا ہے اس لئے اب تمہارے لئے تمہارے لئے سب کچھ خود بخود ہوتا چلا جائے گااور تمہیں کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔یہ خیال خام ہے دعوائے ایمان کے بعد یہ بھی دیکھا جائے گا کہ تم میں سے کون ہے جو نظامِ خداوندی کے قیام واستحکام کے لئے مصروفِ جدوجہد رہتا ہے، اللہ اور اس کے رسول اور جماعتِ مومنین کے علاوہ، اور کسی کو اپنادوست اور رازدار نہیں بناتا۔یاد رکھو خدا کی نگاہ تمہارے کاموں پر ہوتی ہے، فقطایمان کا دعوٰی کافی نہیں ہوتا۔(**2/214..3/41..29/1.2**)(مفہوم القرآن صفحہ نمبر**419**)

☆**اللہ سے بغاوت:** جو لوگ قرآنِ کریم پرعمل نہیں کرنا چاہتے بلکہ قرآن کے علاوہ دین اور ایمان بناتے ہیں ان کےعمل کو اللہ تعالیٰ بغاوت اورسرکشی قرار دیتا ہے اورعذاب کی وعید ہے۔آیات ملاحظہ فرمایئے۔يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ترجمہ:اے مومنو! اپنے اٰباء اوراپنے بھائیوں کوخیرخواہ دوست نہ بناوٴ اگروہ ایمان(قرآن) کے مقابلے میں کفر(غیرِ قرآن) کو پسند کرتے ہیں اورتم میں سے جو اِن کو خیرخواہ دوست بنائے گا پھریقیناً یہی لوگ ظالم ہیں۔ **23** اعلان کردو اگرتمہارے اٰباء اورتمہارے بیٹے اورتمہارے بھائی اورتمہاری بیویاں اورتمہارا خاندان اوراموال جوتم نے کمایا ہے اورتجارت جس کےنقصان سےتم ڈرتے ہواور رہائش گاہیں جن کوتم پسند کرتے ہو۔کیاتمہیں یہ سب اللہ اوراُسکے رسول یعنی اُس کی راہ(قرآن) میں جہاد کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔پھرانتظارکرو یہاں تک کہ اللہ اپنے عذاب کے فیصلے کو لے آئے۔یقیناً

اللہ ایسے بدعہد لوگوں کو ہدایت ہی نہیں دیا کرتا۔9/24 مفہوم القرآن میں اسی آیت کا مفہوم ملاحظہ فرمایئے۔۔"اے ایمان والو! اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لو کہ آئینِ الٰہی کی رو سے اپنوں اور بیگانوں کی تفریق نسلوں اور خاندانی رشتوں کی بنا پر نہیں ہوگی بلکہ نظریہء زندگی کے اشتراک کی رو سے ہو گی۔لہٰذا اور تو اور اگر تمہارے باپ اور بھائی بھی ایمان کے مقابلے میں کفر کو زیادہ پسند کریں ،تو تم اُنہیں اپنا دوست مت بناؤ۔ یاد رکھو ،اس تنبیہ کے بعد بھی جو اُنہیں دوست رکھے گا ،تو وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔ یہ قانونِ خداوندی سے سرکشی کے مترادف ہو گا۔23۔اے رسول ! ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں، اور دیگر خاندان اور مال و دولت جو تم کماتے ہو،اور وہ تجارت جس کے مندا پڑجانے سے تم ڈرتے ہو، اور وہ مکانات جنہیں تم اس قدر پسند کرتے ہو۔اگر ان میں کوئی چیز بھی تمہیں خدا اور اس کے رسول (نظامِ خداوندی) اور اس (کے قیام و بقا) کی راہ میں جدوجہد سے زیادہ عزیز ہے ،تو پھر (تم اپنی اس روش کے نتائج کا) انتظار کرو، تا آنکہ قانونِ خداوندی کی رو سے، اس کے ظہورِ نتائج کا وقت آجائے۔یادرکھو ! خدا کبھی اس قوم کو سعادت اور کامیابی کی راہ نہیں دکھاتا جو صحیح راستے کو چھوڑ کر، ادھر اُدھر نکل جائے۔(مفہوم القرآن صفحہ نمبر421)

☆ مشرکوں کے جنازوں میں شرکت اور نہ دعائے مغفرت ہے۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمۡ عَلٰی قَبۡرِهٖ ؕ اِنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَمَاتُوۡا وَهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ۝۸۴ اِن میں سے کسی ایک کے مرنے پر بھی کبھی شامل نہ ہونا اور ان کی قبر/ لاش پر بھی کھڑے نہ ہونا۔یقیناً اِنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول (مرکزی اتھارٹی) کا انکار کر دیا ہے۔وہ اِس حال میں مرے ہیں کہ وہ بدعہد نافرمان تھے۔84 مفہوم القرآن میں اسی آیت کا مفہوم ملاحظہ فرمایئے۔ "یہی نہیں بلکہ ان سے معاشرتی تعلقات بھی منقطع کر لو (تا کہ اُنہیں اور ان جیسے لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ تم ان کی حرکات سے کس قدر خفا ہو۔)معاشرتی تعلقات ایک صورت میت کی تجہیز و تکفین میں شرکت اور اس کیلئے نیک آرزوؤں کا اظہار بھی ہوتی ہے۔تم ان کے ساتھ ان باتوں میں بھی شریک نہ ہو۔یہ اس لئے کہ یہ لوگ عمر بھر نظامِ خداوندی سے سرکشی اختیار کئے رہتے ہیں اور اسی انکار و نا فرمانی میں مرجاتے ہیں (سو ایسے لوگوں سے معاشرتی تعلقات کیوں رکھے جائیں) (مفہوم القرآن صفحہ نمبر441)

مَا كَانَ لِلنَّبِىِّ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ يَّسۡتَغۡفِرُوۡا لِلۡمُشۡرِكِيۡنَ وَلَوۡ كَانُوۡۤا اُولِىۡ قُرۡبٰى مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمۡ اَنَّهُمۡ اَصۡحٰبُ الۡجَحِيۡمِ ۝۱۱۳ ترجمہ: نبی کا اور مومنوں کا مشرکین کیلئے اللہ سے استغفار طلب کرنا جائز نہیں ہے۔اگرچہ کوئی قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اس کے بعد کہ اُن پر ظاہر ہوجائے کہ یقیناً وہ جہنم والے ہیں۔9/113 مفہوم القرآن میں اسی آیت کا مفہوم ملاحظہ فرمایئے۔

" جماعتِ مومنین ان لوگوں پر مشتمل ہے جو صرف خدائے واحد کے قوانین کی اطاعت کرتے ہیں۔ جو لوگ اس میں ' خدا کے علاوہ ' اوروں کو شریک کر لیتے ہیں ۔اُن سے اس جماعت کا کوئی تعلق نہیں۔ان کے معاملہ میں خود نبی 'یا مومنین کے لئے اتنا بھی جائز نہیں کہ جب وہ (مشرکین) قانونِ خداوندی کے مطابق

سزاکے لئے ماخوذ ہوں تو ان کے لئے اس سزا سے محفوظ رہنے کی آرزو کریں ، خواہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں درآنحالانکہ ان پر ان پر واضح ہو چکا ہو(جیسا کہ ہر مشرک کے بارے واضح ہے) کہ وہ لوگ جہنم کی سزا کے مستحق قرار پا چکے ہیں۔ (مفہوم القرآن صفحہ نمبر451)

☆ رشتےدار اور اولاد تک ۔۔۔

لَنۡ تَنۡفَعَكُمۡ اَرۡحَامُكُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ ج۔ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ج۔ يَفۡصِلُ بَيۡنَكُمۡ ط وَ اللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ۞ ترجمہ:ہرگزتمہیں تمہاری رشتہ داریاں اورنہ ہی تمہاری اولاد قیامت کےدن فائدہ دے گی۔اللہ اس دن تمہارے درمیان فیصلہ کردے گا۔کیونکہ اللہ دیکھ رہاہے جوتم عمل کرر ہے ہو۔60/3مفہوم القرآن میں اسی آیت کامفہوم ملاحظہ فرمایئے۔ ’’ یہ ٹھیک ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ تمہارےخون کےرشتے ہیں ‘ لیکن یاد رکھو! اعمال کےظہورِ نتائج کےوقت تمہارے رشتے دار حتّٰی کہ تمہاری اولاد تک بھی تمہارےکسی کام نہیں آسکےگی۔اُس وقت تم میں اوراُن ےنمایاں بُعد ہو گا۔تمہارے کام صرف تمہارے اعمال آئیں گے جنہیں خدا اچھی طرح دیکھتا ہے۔(مفہوم القرآن صفحہ نمبر1303)

☆ ماں باپ ‘ بیٹے بیٹیاں ‘ اور اہلِ خاندان سب کو چھوڑنا ہو گا۔

لَا تَجِدُ قَوۡمًا يُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ يُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَلَوۡ كَانُوۡۤا اٰبَآءَهُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَهُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَهُمۡ اَوۡ عَشِيۡرَتَهُمۡ ط اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡاِيۡمَانَ وَاَيَّدَهُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡهُ ط وَيُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ط رَضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ط اُولٰٓئِكَ حِزۡبُ اللّٰهِ ط اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰهِ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۞ ترجمہ:تُو ایسی قوم کوجواللہ اوریومِ آخرت کو مانتی ہونہیں پائے گا کہ وہ دوستی کرتی ہو(9/24) اُن سے جواللہ اوراس کے پیغام پہنچانے والے(مرکزِ رسالت) کی مخالفت کرتے ہیں اگرچہ ان کے باپ یاان کے بیٹے یاان کے بھائی یاان کے رشتہ دارہی کیوں نہ ہوں یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کردیاہے اوران کواپنی طرف سے علمِ وحی (42/52) سےقوت بخشی ہےاوروہ ان کو باغات میں داخل کرے گا جن کے ماتحت نہریں بہہ رہی ہونگی اللہ ان سے راضی ہوگیااوروہ اس سے راضی ہوگئے ہیں یہی اللہ کی جماعت ہے۔خبردار بےشک یہی اللہ کاگروہ فلاح پانے والاہے۔58/22مفہوم القرآن میں اسی آیت کامفہوم ملاحظہ فرمایئے۔’’ (لہٰذاجب حقیقت یہ ہے کہ حق اور باطل ایک دوسرے کی ضداور باہم دگرمتخالف ہیں تو)یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جو لوگ خدا کے قانون اورمستقبل کی زندگی پر ایمان رکھیں وہ اُن لوگوں سے دوستداری کےتعلق استوارکریں جو نظامِ خداوندی کے مخالف ہوں ‘خواہ وہ اُن کے(ماں) باپ ‘یا بیٹے (بیٹیاں)یا بھائی (بند)یا اُن کےخاندان کےدوسرے افراد ہی کیوں نہ ہوں(60/4..3/117)۔یہ(افرادِمومنین) وہ لوگ ہیں کہ ایمان ان کے دل کی گہرائیوں میں راسخ ہو چکا ہے اورخدا کی وحی(قرآن)ان کی تائیدونصرت کا موجب بن رہی ہے۔یہ(اس زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی)اس جنتی معاشرہ میں داخل ہونگے جس کی شادابیوں میں کبھی فرق نہیں آئے گا جب اُنہوں نے اپنی زندگی کوقوانینِ خداوندی سے ہم آہنگ کر لیاتو قوانین خداوندی کےثمرات وبرکات یقیناًان کےشاملِ حال رہیں گے۔یہ ہے(شیطان کے مقابلےمیں)

خدا کی پارٹی۔۔یاد رکھو ! آخر الامر کامیابی اور کامرانی خدا کی پارٹی کے حصے میں آتی ہے۔حق غالب آکر رہتا ہے''۔(مفہوم القرآن صفحہ نمبر1292) کہاں ہے یہ حزب اللہ آؤ ہم خود بن جائیں۔

مذکورہ بالا منشاء الٰہی کے مطابق ایسی کوئی یکسوئی والی جماعت پورے خطہء ارض میں نہیں جو کافروں اورمشرکوں اوراُن کے کفر وشرک سے علیحدہ ہو۔جس نے قرآن کی بنیاد پر اپنوں سے علیحدگی اختیارکر کے اپنی کوئی شناخت دی ہو۔آؤ دعوتِ قرآن پر لبیک کہو اور وہ جماعت ہم بن جائیں اور اس میں بارش کا پہلا قطرہ میں خودہوں اوراس کا آغاز میں اپنی جان سے کرتاہوں۔ کہ اللہ کے اس حکم پر سب سے پہلے میں عمل کرنے والا ہوں۔

☆ انتہائی اہم قرآنی حوالہ (6/106)

اِتَّبِعۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۱۰۶﴾ ترجمہ:تُو اتباع کراُس کی جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف وحی کی گئی ہے۔اُس کے سواکوئی حاکم نہیں ہے۔اورتُو مشرکین سے الگ ہوجا۔

106مفہوم القرآن میں اسی آیت کامفہوم ملاحظہ فرمایئے۔''بہرحال اے رسول! یہ تمہاراساتھ دیں یا نہ دیں،تم اُس ضابطہ خداوندی کا اتباع کرتے جاؤ جوتمہارے نشوونما دینے والے کی طرف سے تمہاری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ یاد رکھو! خدا کے سواکسی اورکا قانون ایسا نہیں جس کی اتباع کی جائے، جولوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کے قانون ساتھ اوروں کے قوانین بھی شامل کئے جا سکتے ، یا یہ خیال کرتے ہیں کہ خارجی کائنات میں تو خدا کا قانون نافذالعمل ہے ، لیکن انسانی دنیا میں ، انسانوں کا خود ساختہ قانون چلنا چاہیے۔ تم ان سے کنارہ کشی اختیار کر لو۔(29/61..63..21/20..22) (مفہوم القرآن صفحہ نمبر314)

اے ایمان والو! مذکورہ بالا حوالوں کو بار بار پڑھئے ۔۔۔رکئے۔۔۔ اورسوچئے کہ ہمارا مالک ہم سے کیا مطالبہ کر رہا ہے اورہم کیا کر رہے ہیں۔ہمارا مالک ایک بار نہیں بلکہ بار بارحکم دے رہا ہے کہ قرآن کو چھوڑکر جولوگ اوروں کے قوانین(اماموں اور انسانوں کی بنائی ہوئی فقہ اور شرعی قوانین اور مسلکوں)کوبھی قرآن کے ساتھ ملالیتے ہیں، تم ان سے کنارہ کشی اختیارکر لو۔کیوں؟ کیونکہ اللہ کے نزدیک یہ لوگ کافر اور مشرک ہیں۔ان سے دوستی کی جا سکتی ہے نہ معاشرتی تعلقات قائم کئے جا سکتے ہیں۔

☆ تو پھر کیا کیا جائے ؟

قرآن کریم نے تو اس کا حل بتا دیا ہے کاش اے مومن باالقرآن ! تیرے ذہن میں دنیاوی محبتوں اور رشتوں کے مقابلے میں کوئی اللہ کا وقار پیشِ نظر ہوتو تجھے اللہ کا حکم سمجھ آجائے ورنہ اسی دلدل میں پھنسا رہے گا اور غیراللہ کی محبتوں کا شرک تجھے لے ڈوبے گا۔سورۃ الحجر آیت نمبر 89میں اللہ کا بڑا واضح حکم ہے۔ مالک کے حکم سے چشم پوشی اختیار نہ کریں ۔آیت ملاحظہ فرمایئے۔

فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۹﴾ ترجمہ:پس تو کھل کر بیان کر جو تجھے حکم دیا گیاہےاورمشرکوں سے الگ

ہوجا۔15/94۔مفہوم القرآن میں اسی آیت کا مفہوم ملاحظہ فرمایئے۔ ’’اے رسول تم ان کا خیال مت کرو بلکہ (جیسا کہ تم کو کہا گیا ہے15/89)ان سے الگ ہٹ کر اپنی جدا گانہ تنظیم کرو اور ان لوگوں سے اعراض برتو جو اللہ کے ساتھ اور قوتوں کو بھی شریک کرتے ہیں۔(مفہوم القرآن صفحہ نمبر592)قرآن میں ایمان والوں کو جداگانہ تنظیم بنانے کا حکم دیا گیا ہے جو شرک کی آمیزش سے بالکل پاک ہو۔اس تنظیم میں ہی مومنوں کا مرنا، جینا، نکاح و طلاق، معاشرتی رابطے اور باہمی رفاقتوں کے سلسلے قرآنی تعلیمات کی روشنی کے مطابق استوار ہو سکیں۔وہ لوگ جو قرآن کے ساتھ پیروں فقیروں کو مانتے ہیں،مزارات اور مُردوں سے اُمیدیں وابستہ رکھتے ہیں،اپنی زندگی اماموں اور انسانوں کے بنائے ہوئے مسلکوں اور فقہوں کے مطابق بسر کرتے ہیں،قرآن کے ساتھ تاریخ کو بھی قرآن کا درجہ دیتے ہیں ان سے علیحدہ ہوکر اللہ کی طرف سے قرآن کی اتباع کرنے کا حکم ہے اور ربانی بننے کا حکم ہے۔مندرجہ ذیل آیات خود ملاحظہ فرمایئے اور اپنی راہ متعین کریں۔ (3/28,118,4/89,139,144)۔ (5/51,57,80,81)

(9/80,84,107,114)۔(11/113,15/94,18/16,19/48) ۔ (6/70,91,112)۔ (51/54,54/6)58/22)

(6/66,10/108,17/54,25/43)(73/8,10,9/16,28/17,86)(15/3,23/54,43/83)(52/45,70/42)(10/11)

(42/6,39/4)۔مشرک اور کافر عورتوں کو چھوڑ دو (60/10)۔ مشرکوں سے نکاح نہ کرو(2/221) (45/21 ,22/13,36/59,)۔

مومنوں کو نہ دھتکار (6/52,18/28,26/114,215,66/10,)۔ حکم ضم(20/22)ادخل(27/10) اسلک(28/32)

نزع(7/108)۔(8/64تا62).مَنۡ یَّتَوَلَّ اللّٰہ۔(5/51,56,7/196,57/24,18/17)۔(24/47,3/23,) ۔(60/6تا4)

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا ۪ وَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا ۚ اور سب اللہ کی رسی (قرآن) کے ساتھ مضبوطی سے جڑ جاؤ۔اور قرآن سے الگ نہ ہونا(6/159)اور اللہ کی نعمت قرآن کا اپنے اوپر تذکرہ کرو۔یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پھر تم اس قرآن کی وجہ سے خاندان ہوگئے۔3/103یہ اللہ کا حکم ہے کہ ایمان والے ایک جماعت بن کر قرآن کے ساتھ مضبوطی سے جُڑ جائیں اور جداجدا نہ ہوں ۔ان کا جداجدا ہونا قرآن سے جدا ہونے کے مترادف ہے اور یہی فرقہ واریت ہے اور اللہ کی منشاء کے خلاف ہے۔قرآن کے ساتھ وابستگی کے لئے ضروری ہے کہ کفر وشرک کی برادری اور خاندان کو خیر باد کرنا پڑے گا ۔یہ براءت کئے بغیر ایمان باالقرآن کی شہادت پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتی۔رکیئے اور سوچیۓ کہ قرآن کن لوگوں کیلئے جنت کے وعدے کر رہا ہے کیا ہم اللہ کے اس پیمانے پر پورے اُتر رہے ہیں؟ یا ویسے ہی ہاتھوں میں قرآن لے کر خوش فہمیوں میں مبتلا ہیں کہ ہم قرآن والے ہیں اور جہاں جان ومال اور رشتوں سے ہجرت کرنے کا اللہ حکم دیتا ہے اور قرآن کی بنیاد پر نظریاتی خاندان بنانے کا حکم دیتا ہے وہاں قرآن کی آیتوں کو ایسے نظرانداز کرتے ہو جیسے یہ آیات ہمارے نہیں ہیں۔قرآن کی ان آیت پر غور کریں کہ ان پر کس نے عمل کرنا ہے۔فَاسۡتَجَابَ لَہُمۡ رَبُّہُمۡ اَنِّیۡ لَاۤ اُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی ۚ بَعۡضُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۚ فَالَّذِیۡنَ ہَاجَرُوۡا وَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ وَ اُوۡذُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَ قٰتَلُوۡا وَ قُتِلُوۡا لَاُکَفِّرَنَّ

عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ‌ ۚ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ‌ ؕ وَ اللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ ۝۱۹۵

ترجمہ: پس اُن کو اُن کے رب نے جواب دیا کہ یقیناً میں کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کروں گا۔تم میں سے خواہ کوئی مرد ہو یا عورت ہو۔تم سب ایک دوسرے کی نسل میں سے ہو۔ پس جو مومن کافروں سے الگ ہو جائیں۔اور اُن کو اُن کے گھروں سے نکال دیا جائے اور یہ لوگ میری راہ میں ستائے جائیں۔اور وہ جنگ کریں اور قتل کر دیئے جائیں۔ میں اُنکے گناہوں کا کفارہ کر دوں گا۔اور ضرور ایسے باغات میں داخل کروں گا جن میں نہریں رواں دواں ہوں گی۔ یہ اللہ کے ہاں سے بدلہ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ یہ اللہ ہی ہے جس کے پاس بہترین بدلہ ہے۔ 195

☆ **دعوتِ عام۔!** اُسوہ ابراہیمی کے مطابق ہر مومن کیلیئے یہ اعلان اور اس پر عمل ضروری ہے ورنہ ایمان کامل نہیں ہے۔

اِنِّىۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِىَ لِلَّذِىۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِيۡفًا‌ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ‌ ۝۷۹

یقیناً میں نے یکسوئی سے اپنی توجہ اُس کی طرف کرلی ہے۔جس نے سمٰوات و ارض کو پیدا کیا۔اور میں مشرکین میں سے نہیں ۔6/79

مذکورہ بالا اللہ کے حکم کے مطابق ہم نے شرک وکفر سے جداگانہ تنظیم کا آغاز اپنے کفریہ اورشرکیہ خاندان سے علیحدہ ہوکر ثابت کرنا ہے کہ صرف ہم مذکورہ ابراہیمی اعلان کے پیرو کار ہیں۔ہم صرف گفتار کے نہیں بلکہ کردار کے مومن ہیں۔اے لوگوں تم گواہ رہنا کہ اس دعوتِ عام پر سب سے پہلے میں عمل کرنے والا ہوں۔

☆اِنَّ صَلَاتِىۡ وَنُسُكِىۡ وَمَحۡيَاىَ وَمَمَاتِىۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ

"میری دعوتِ قرآن اور میرا تنفیذِ قرآن کا عمل اور میری زندگی اور میری موت صرف اللہ کیلیئے ہے جو رب العالمین ہے"۔۔۔

اس تنظیم کا دستور اور منشور صرف قرآنِ کریم ہے۔ آیئے قرآن کی تعلیمات کی بنیاد پر مومنین اور صالحین کا خاندان بنائیں اور اس بنیاد پر رشتے قائم کریں اور کفر وشرک کے خاندان سے قرآن کے مطابق الگ ہوجائیں اُن سے وابستگی نہ رکھیں جو قرآن کی آیات کے منکر ہیں اور جن کا انجام اور مستقل ٹھکانہ جہنم ہے، صرف جہنم ہے۔ اُس دن کے آنے سے پہلے ڈر جاؤ جب کوئی رشتہ کام نہیں آئے گا۔

☆فَسُبۡحٰنَ الَّذِىۡ بِيَدِهٖ مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَىۡءٍ وَّاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ☆